بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

خطبہ نمبر ۴

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

یوم چہارشنبہ

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۴/۱۹ | ۲۷ صلح ۱۳۴۴ ہش ۲۳ رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ ۲۷ جنوری ۱۹۶۵ء | نمبر ۲۲

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۲۶ جنوری بوقت ۹ بجے صبح

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی، اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب جماعت حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نوافل کے ذریعہ انسان بہت بڑا درجہ اور قرب حاصل کرتا ہے

یہاں تک کہ وہ اولیاء اللہ کے زمرہ میں داخل ہوجاتا ہے

"یاد رکھو کہ خدا سے محبت تام نفل ہی کے ذریعہ ہوتی ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ پھر میں ایسے مقرب اور مومن بندوں کی نظر ہوجاتا ہوں یعنی جہاں میرا منشا ہوتا ہے وہیں ان کی نظر پڑتی ہے۔ اُن کے کان ہوجاتا ہوں۔ یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جہاں اللہ کی یا اس کے رسول کی یا اس کی کتاب کی تحقیر اور ذلت ہوتی ہے۔ وہاں سے بیزار اور ناراض ہوکر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ سُن نہیں سکتے، اور کوئی ایسی بات جو اللہ تعالےٰ کی رضا اور حکم کے خلاف ہو نہیں سنتے اور ایسی مجلسوں میں نہیں بیٹھتے۔ ایسا ہی فسق و فجور کی باتوں اور سماع کے ناپاک نظاروں اور آوازوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ نامحرم کی آواز سنکر بُرے خیالات کا پیدا ہونا زناء الاذن ہے اسی لئے اسلام نے پردہ کی رسم رکھی ہے۔ ...... مسیح کا یہ کہنا کہ زنا کی نظر سے نہ دیکھ کوئی کامل تعلیم نہیں ہے۔ اس کے مقابلہ میں کامل تعلیم یہ ہے جو مبادی گناہ سے بچاتی ہے۔ قل للمومنین یغضوا من ابصارھم یعنی کسی نظر سے بھی نہ دیکھیں کیونکہ دل اپنے اختیار میں نہیں ہے یہ کیسی کامل تعلیم ہے۔

پھر فرماتا ہے کہ ہوجاتا ہوں اس کے ہاتھ۔ بعض وقت انسان ہاتھوں سے بہت بیرحمی کرتا ہے خدا فرماتا ہے کہ مومن کے ہاتھ بے جا طور پر اعتدال سے نہیں بڑھتے۔ وہ نامحرم کو ہاتھ نہیں لگاتے۔ پھر فرماتا ہے کہ اس کی زبان ہوجاتا ہوں اسی پر اشارہ ہے ما ینطق عن الھوٰی۔ اسی لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا وہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد تھا۔ اور آپ کے ہاتھ کے لئے فرمایا۔ ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمٰی۔ غرض نفل کے ذریعہ انسان بہت بڑا درجہ اور قرب حاصل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اولیاء اللہ کے زمرہ میں داخل ہوجاتا ہے۔ پھر من عادلی ولیا فقد بارزتہ بالحرب جو میرے ولی کا دشمن ہو میں اس کو کہتا ہوں کہ اب میری لڑائی کے لئے تیار ہوجا۔ حدیث میں آیا ہے کہ خدا شیرنی کی طرح جس کا کوئی بچہ اٹھا لے جاوے اس پر جھپٹتا ہے۔

غرض انسان کو چاہیئے کہ وہ اس مقام کے حاصل کرنے کے لئے ہمیشہ سعی کرتا رہے موت کا کوئی وقت معلوم نہیں ہے کہ کب آجاوے مومن کو مناسب ہے کہ وہ کبھی غافل نہ ہو اور خدا تعالےٰ سے ڈرتا رہے"۔

(الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۰ء)

اخبار احمدیہ

○ ربوہ ۲۶ جنوری — سیرالیون (مغربی افریقہ) کے مخلص احمدی نوجوان مکرم سعید داؤد احمد صاحب جامعہ احمدیہ ربوہ میں اڑھائی سال تک دینی تعلیم حاصل کرنے اور اپنا مقررہ کورس پورا کرنے کے بعد کل مورخہ ۲۵ جنوری کو اپنے وطن واپس جانے کے لئے بذریعہ چناب ایکسپریس کراچی روانہ ہوگئے۔ جامعہ احمدیہ کے طلباء اور ممبران سٹاف تحریک جدید کے بعض وکلاء صاحبان نیز دیگر مقامی احباب نے کثیر تعداد میں ریلوے اسٹیشن پر پہنچکر انہیں دلی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔

مورخہ ۲۴ جنوری کو بعد نماز مغرب طلباء جامعہ احمدیہ کی طرف سے ان کے اعزاز میں وسیع پیمانہ پر ایک عشائیہ کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں جامعہ کے طلباء اور ممبران سٹاف کے علاوہ محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظم ارشاد وقف جدید، محترم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ اور محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد نے بھی شرکت فرمائی۔ دعوتِ طعام کے اختتام پر محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب کی زیر صدارت ایک الوداعی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں تلاوت قرآن مجید کے بعد طلباء جامعہ کی طرف سے عطاء الکریم صاحب ابن محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے سعید داؤد احمد صاحب کی خدمت میں الوداعی ایڈریس پیش کیا۔ جن کی جوابی تقریر کے بعد صاحب صدر نے انہیں اور جامعہ احمدیہ کے دیگر طلباء کو قیمتی نصائح فرمائیں۔ آخر میں محترم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب نے اجتماعی دعا کرائی۔ اور یہ بابرکت تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ سعید داؤد احمد صاحب کا سفر و حضر میں حافظ و ناصر ہو۔ انہیں بخیریت منزل مقصود پر پہنچائے اور خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق سے نوازے۔ آمین

سعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

خطبہ عید الفطر

تم خدا تعالیٰ کی خاطر عید مناؤ اور اپنے مقصد و مدعا کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھو

تمہارا مقصد یہ ہے کہ تم نے اسلام کے جھنڈے کو دنیا میں بلند کرنا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۳۔ جون ۱۹۵۲ء بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ایسی تقریبوں کا نام جو کہ

انسان کے لئے خوشی کا موجب

ہوتی ہیں اپنے ایک نبی مسیح ناصری علیہ السلام کے ذریعہ سے عید رکھوایا ہے اور اس آیت سے استدلال کرکے مسلمانوں کی ان تقریبوں کا نام بھی عید رکھ دیا گیا ہے۔ درحقیقت عید کا مادہ عود ہے اور اس نام میں یہ حکمت رکھی گئی ہے کہ اس قسم کی تقریبیں بار بار آئیں عربی زبان خدائی زبان ہے۔ اگرچہ یہ انسانوں کی ہی بنائی ہوئی ہے لیکن اس کی بناء الٰہی تصرف کے ماتحت ہے۔

عید کا لفظ

عربی زبان کا ہے اور اس نام میں یہ حکمت ہے کہ جب کوئی چیز انسان کے لئے خوشی اور لذت کا موجب ہوتی ہے تو اس کا دل چاہتا ہے کہ وہ اسے پھر بھی ملے۔ پرانے زمانہ کا جو لٹریچر ہے وہ اکثر کہانیوں میں ہے۔ بچوں کو ایک کتاب پڑھائی جاتی ہے اس میں ایک کہانی کا عنوان ہے "میں نے ایک دفعہ دیکھا ہے دوسری دفعہ دیکھنے کی مجھے خواہش ہے" یعنی اگر کوئی انسان ایسی چیز دیکھے جو اس کے لئے خوشی کا موجب ہو تو اسکی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اسے پھر بھی دیکھے اسی لحاظ سے عید کا نام عید رکھا گیا ہے تاکہ یہ موقعہ اسے پھر بھی ملے۔ پس عید کا لفظ ایک تو اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ اس میں ایسا لطف لذت اور سرور ہے کہ انسان اس کا تکرار چاہتا ہے۔ دوسرے اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ انسانوں پر بار بار لطف کرے۔ اور انہیں

خوشی کے مواقع

بہم پہنچائے۔ اگر انسان اسے رد کر دے تو یہ اس کا اپنا قصور ہے۔ ویسے خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر بار بار فضل کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے کہ آپ نے فرمایا اذا مرضت فھو یشفین (شعراء ع ۵) کہ بیمار میں ہوتا ہوں اور شفا مجھے اللہ تعالیٰ دیتا ہے غرض

اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت

آتی ہے اور بندے کی طرف سے اس کی اپنی غلطیوں کی وجہ سے زحمت آتی ہے۔ اسکی طرف خدا تعالیٰ نے ایک اور جگہ اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے رحمتی وسعت کل شئی پ (اعراف ع ۹) میری رحمت ہر چیز پر وسیع ہے۔ میں اپنے بندوں کو رحمت ہی رحمت دینا چاہتا ہوں لیکن اگر ان میں سے کوئی رحمت نہ لے تو میں کیا کروں۔ گذشتہ انبیاء کی قوموں نے جب خدائی ہدایت کو ماننے سے انکار کیا تو خدا تعالیٰ انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

انلزمکموھا وانتم
لھا کارھون (ھود ع ۳)

یعنی اگر تم خود ہدایت لینا پسند نہیں کرتے تو ہم جبراً تمہیں ہدایت نہیں دے سکتے۔ لیکن

موجودہ زمانہ میں

اس اصول کا بھی انکار کر دیا گیا ہے یعنی خدا تعالیٰ نے تو یہ اصول مقرر کیا تھا کہ کسی شخص کو بالجبر ہدایت نہیں دی جا سکتی۔ لیکن اب بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ڈنڈا ہاتھ میں لے لیا اور کلمہ پڑھا دیا۔ گویا ان کے نزدیک جبر ہی اچھی چیز ہے ورنہ پہلے لوگ غلطی پر تھے جو دلیلوں کی طرف جاتے تھے۔ ان کے نزدیک اب اصول بدل گیا ہے۔ ان کے نزدیک اگر کوئی شخص دین کی بات نہیں مانتا تو اسے بالجبر منوایا جائے تو جائز ہی نہیں ضروری ہے۔ ان کے اس عقیدہ پر ہمیشہ

فطرت صحیحہ

رکھنے والوں کی طرف سے مذاق اڑایا جاتا ہے اور یہ مذاق بھی ہندوؤں سکھوں یا عیسائیوں نے نہیں بنایا بلکہ خود مسلمانوں نے بنایا ہے۔ لطیفہ مشہور ہے کہ کوئی پٹھان تھا اس نے اپنے لڑکے کی تعلیم پر ایک ہندو کو مقرر کیا ایک دن اس نے دیکھا کہ ہندو آگے آگے بھاگ رہا ہے اور لڑکا اس کے پیچھے دوڑ رہا ہے۔ اس ہندو نے جب لڑکے کے باپ کو دیکھا تو وہ ٹھہر گیا تھا اور اسے مخاطب کرکے کہنے لگا خان صاحب میری جان بچائیے۔ پٹھان نے اس سے دریافت کیا۔ بات کیا ہے؟ اس نے کہا تمہارا لڑکا مجھے مارنے لگا ہے۔ لڑکے نے بتایا کہ میں نے سنا ہے کہ جو شخص کسی کافر کو کلمہ پڑھا دے وہ سیدھا جنت میں جاتا ہے اسی طرح اگر کوئی شخص کلمہ نہ پڑھے تو جو شخص اسے مار دے وہ بھی سیدھا جنت میں جاتا ہے۔ یہ چونکہ کلمہ نہیں پڑھتا اس لئے میں اسے مارنا چاہتا ہوں۔ اس پر اس پٹھان نے ہندو کو پکڑ لیا اور کہنے لگا تو میرے بیٹے کا یہ پہلا وار ہے یہ خالی نہیں جانا چاہیئے۔ اب یہ تو یہ ایک لطیفہ مگر یہ لطیفہ مسلمانوں نے ہی بنایا ہے۔ ہندوؤں۔ سکھوں اور عیسائیوں نے نہیں بنایا۔ فطرت صحیحہ نے جب دیکھا کہ یہ مذاق والی بات ہے تو اس نے اس قسم کے لطائف بنا دیئے۔ ورنہ فطرت صحیحہ اور

خدا تعالیٰ کی ہدایت

شروع سے ہی یہ کہتی چلی آئی ہے کہ
انلزمکموھا وانتم لھا
کارھون۔

کیا ہم تمہیں جبراً ہدایت دے سکتے ہیں۔ اس حال میں کہ تم اسے ناپسند کرتے ہو۔ پس یہ چیزیں جبری طور پر نہیں آتیں۔ بے شک خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کی رحمت معافی اور بخشش آتی ہے لیکن کسی انسان کو بالجبر اس سے حصہ نہیں دیا جا سکتا۔ اگر بندہ اس سے حصہ نہیں لیتا۔ تو خدا تعالیٰ بادلِ ناخواستہ اسے سزا دیتا ہے ورنہ خرابی ہمیشہ بندے کی طرف سے آتی ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آتی۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ

رحمت اور بخشش

آتی ہے۔ ہاں اس نے یہ قانون بنا دیا ہے کہ جو شخص اس کی رحمت اور بخشش کو نہ لینا چاہے اس کو جبراً نہ دی جائے۔

پس عید کے لفظ سے دو نکتے نکلتے ہیں اور انہیں قرآنی سند حاصل ہے۔ ایک نکتہ تو یہ ہے کہ جس چیز میں لذت اور لطف محسوس ہو انسان چاہتا ہے کہ وہ نت نئے آئے۔ دوسرے خدا تعالیٰ کی رحمت ایسی ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ اس قسم کی تقریبات بار بار آئیں کیونکہ اس کا دل کسی کو سزا دینا نہیں چاہتا اس کا دل انسان

کو رحمت دینا چاہتا ہے۔ اور اس سے یہ مضمون بھی نکل آیا کہ صفات الٰہیہ کا اصل مدار رحمت کے بار بار نزول پر ہے۔ مگر کتنے ہیں جن کے لئے عید آتی ہے۔ ایسے لوگ بہت کم ہیں جن کے لئے

حقیقی عید

آتی ہے۔ عید دلی اور ظاہری چین کا نام ہے لیکن بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں دلی چین تو نصیب ہوتا ہے ظاہری چین میسر نہیں ہوتا۔ اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں ظاہری چین نصیب ہوتا ہے۔ لیکن دلی چین سے وہ محروم ہوتے ہیں۔ بعض لوگ بامذاق ہوتے ہیں۔ وہ عید پڑھنے چلے جاتے ہیں۔ لیکن ان کے تن پر نہ کپڑا ہوتا ہے اور نہ انہیں

پیٹ بھرنے کے لئے روٹی

میسر ہوتی ہے۔ لیکن کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں ظاہری طور پر سب کچھ نصیب ہوتا ہے۔ ان کی بیویاں زیوروں سے لدی ہوئی ہوتی ہیں۔ وہ زرق برق لباس پہنے ہوئے ہوتے ہیں۔ ادھر ادھر آنے جانے کے لئے ان کے پاس کاریں ہوتی ہیں بچے کھلانے کے لئے مامائیں ہوتی ہیں۔ گھروں میں قسما قسم کے کھانے پک رہے ہوتے ہیں لیکن ان کے معدہ میں ناسور ہوتا ہے۔ جن کی وجہ سے ان کھانوں کی لذت انہیں نہیں آتی۔ حسد بات اور آپس کے لڑائی جھگڑوں کی وجہ سے انہیں

حقیقی خوشی

نصیب نہیں ہوتی انہوں نے ظاہراً کپڑے پہنے ہوئے ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے پاس بیٹھی ہوئی پھٹے پرانے کپڑے پہننے والی عورت کا دل باغ باغ ہوتا ہے۔ لیکن ان کے دل اندرونی زخموں کی وجہ سے داغ داغ ہوئے ہوتے ہیں۔ غرض کسی شخص کی عید اس رنگ میں خراب ہو جاتی ہے۔ اور کسی شخص کی عید اس رنگ میں خراب ہو جاتی ہے۔ وہ شخص جسے ظاہری طور پر بھی عید میسر ہو۔ اور باطنی طور پر بھی اسے حقیقی عید حاصل ہو بڑی تلاش کے بعد ملتا ہے۔ اور وہی شخص جسے

ظاہری اور باطنی دونوں لحاظ سے

عید نصیب ہو حقیقی خوشی محسوس کر سکتا ہے۔ اور کہہ سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ یہ دن بار بار لائے۔ ورنہ دوسروں کے لئے اس خواہش کا اظہار ایسا ہی ہے۔ جیسے لطیفہ مشہور ہے کہ کوئی شخص سسرال جا رہا تھا اور وہ منحوس الفاظ دہراتا جاتا تھا۔ راستہ میں کچھ لوگ اسے

ملتے گئے۔ انہوں نے اسے اس قسم کے الفاظ دہرانے سے منع کیا اور ان کی بجائے انہوں نے جو الفاظ تجویز کئے۔ اس نے وہ الفاظ دوہرانے شروع کر دیئے۔ ایک جگہ پر ایک برات جا رہی تھی۔ اور یہ الفاظ دہرا رہا تھا کہ خدا تعالیٰ یہ دن کبھی نہ لائے۔ براتیوں نے اسے خوب مارا اور کہا تم یہ

منحوس الفاظ

کیوں دوہرا رہے ہو۔ اس نے کہا پھر میں کیا کہوں۔ انہوں نے کہا تم یہ کہو کہ خدا تعالیٰ یہ دن ہر ایک کو نصیب کرے۔ اس پر اس نے یہ الفاظ دوہرانے شروع کر دیئے۔ آگے گیا تو ایک جنازہ آ رہا تھا جنازہ کے ساتھ آنے والوں نے جب یہ الفاظ سنے۔ تو انہوں نے اسے خوب مارا۔ اور کہا ہمارا عزیز مر گیا ہے اور ہمارے دل زخمی ہیں اور تم کہہ رہے ہو کہ خدا تعالیٰ یہ دن ہر ایک کو نصیب کرے۔ اس نے کہا پھر میں کیا کہوں۔ انہوں نے اسے

بعض اور الفاظ

بتا دیئے جو اس نے دوہرانے شروع کر دیئے۔ پس جس کا دل افسردہ ہے کیا وہ کہے گا کہ یہ دن خدا تعالیٰ بار بار لائے۔ وہ تو کہے گا کہ خدا کرے یہ دن پھر نہ آئے۔ پھر جس کا ظاہر دکھی ہو گا۔ وہ جب دوسری عورتوں کو زیور پہنے دیکھے گا۔ وہ جب دوسروں کو زرق برق پہنے اور عطر لگائے دیکھے گا۔ تو وہ کہے گا۔

خدا تعالیٰ کی شان

ہے۔ ہم تو اپنے بچوں کو تھپڑ مارتے ہیں کہ وہ ہم سے نئے کپڑے کیوں مانگتے ہیں۔ ہمارے پاس سویاں نہیں جو ہم پکا کر انہیں دیں۔ اور یہ لوگ ہیں کہ زرق برق لباس پہنے ہوئے ہیں۔ کاروں میں سفر کر رہے ہیں۔ بچوں کے لئے مامائیں مقرر ہیں۔ عورتیں قسم قسم کے زیور پہنے ہوئے ہیں۔ ہم تو کہیں گے خدا تعالیٰ یہ دن پھر نہ لائے۔ تاکہ ہمیں اور ہمارے بچوں کو تکلیف نہ ہو۔ پس عید کا ملنا ہر ایک کے اختیار میں نہیں۔ بہت کم لوگ ایسے پائے جاتے ہیں جنہیں حقیقی عید نصیب ہوتی ہے۔ کمیونسٹوں کو دیکھ لو۔ انہوں نے ظاہری طور پر عید منانی چاہی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا وہ اس

ظاہری عید

کے منانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ منہ کے دعووں سے کیا بنتا ہے دیکھنا تو یہ ہے کہ کیا ان کی سکیم کامیاب ہو گئی ہے۔ ان کے سکہ کی یہ حالت ہے کہ وہ اس کی قیمت کو صحیح طور پر قائم نہیں کر سکے۔ اس کی قیمت اتنی گری

ہوئی ہوتی ہے کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔ اور دوسری طرف ان کی ناکامی اس بات سے ظاہر ہے کہ وہ سکہ کی قیمت بار بار تبدیل کرتے ہیں۔ مثلاً وہ باہر والوں کو کہتے ہیں کہ تمہیں ایک پونڈ کے بدلے پانچ روبل ملیں گے۔ لیکن انہی کو یہ کہتے ہیں کہ تمہیں پانچ سو روبل کے بدلہ میں ایک پاؤنڈ ملے گا اور اصل قیمت اس کی مثلاً دو سو روبل ہوتی ہے۔ دوسرے ممالک کے ایمبیسیڈر وہاں جاتے ہیں اور چونکہ بعض ممالک بہت مالدار ہوتے ہیں۔ اس لئے

باہر کی ایمبیسیوں کا مجموعی خرچ

دس پندرہ لاکھ پونڈ سالانہ ہوتا ہے۔ اور روس والے اس ذریعہ سے کروڑ ڈیڑھ کروڑ پاؤنڈ سالانہ کما لیتے ہیں۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ ان کی حالت درست نہیں۔ باہر والوں کو تو وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم اپنے مزدوروں کو مثلاً پانچ چھ سو روبل دیتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں امریکن مزدور کو سو سو ڈالر ملتے ہیں۔ اور سو سو ڈالر کے بدلے میں پانچ سو روبل ملتا ہے۔ گویا ہمارے مزدور کو امریکن مزدور سے

کئی گنے زیادہ مزدوری

ملتی ہے۔ کیونکہ ہمارے ہاں اشیاء ارزاں ہیں۔ لیکن اگر اس ملک والے ڈالر لینا چاہتے ہیں تو انہیں اس کی قیمت بہت بڑھا کر دکھائی جاتی ہے۔ ان کے پانچ سو روبل دراصل چودہ پندرہ ڈالر کے برابر ہوتے ہیں۔ جو پچاس ساٹھ روپے کے برابر ہوتے ہیں۔ گویا پاکستان والی مزدوری آ گئی۔ حالانکہ

یوروپین ممالک میں

مزدور کی مزدوری اس سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ تو بظاہر روس والوں نے کمیونزم تو بنا دیا پاکئی اور ممالک ہیں جنہوں نے اس قسم کی سکیمیں تیار کیں۔ لیکن وہ کامیاب نہیں ہو سکیں۔ پس یہ کہہ دینا کہ ہم نے ملک والوں کو

عید کا موقعہ

بہم پہنچا دیا ہے اور چیز ہے۔ ورنہ حقیقی عید روس بھی نہیں دے سکا۔ یہاں آنے والوں کی حالت اچھی نظر آتی ہے۔ اگر کوئی روسی اس طرف آئے تو اسے دیکھ کر لوگ یہ خیال کر لیتے ہیں کہ ان کے ملک میں مزدور کی حالت بہت اچھی ہے۔ لیکن حقیقت اس کے خلاف ہوتی ہے۔ دوسرے ممالک جو سرمایہ دار ہیں۔ ان کی ظاہری حالت اگرچہ اچھی ہے۔ وہ اچھی خوراک کھاتے ہیں اور قیمتی لباس پہنتے ہیں لیکن حقیقی عید انہیں بھی میسر نہیں۔ یوروپین لوگوں کو ہم

عیاش کہتے ہیں۔ لیکن درحقیقت وہ عیاش نہیں میں نے خود یورپین لوگوں سے باتیں کی ہیں۔ ان میں

روحانیت کی خواہش

ایشیائیوں کی نسبت زیادہ ہے۔ لیکن چونکہ امن اور چین انہیں باوجود سرمایہ دار ہونے کے میسر نہیں۔ اس لئے وہ اپنا غم غلط کرنے کے لئے ناچ دیکھتے ہیں شرابیں پیتے ہیں۔ گانے سنتے ہیں اور دوسری عیاشیوں میں اپنا وقت کاٹتے ہیں۔ انہیں کسی طرح سے بھی چین نصیب نہیں۔ وہ سوتے ہیں تو مصیبت زدہ ہونے کی حالت میں۔ جاگتے ہیں تو دکھ بھرے دلوں کے ساتھ اور چونکہ ان میں روحانیت کی خواہش موجود ہے۔ اس لئے وہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم کالج بنائیں۔ ہسپتال بنائیں یا رفاہ عامہ کی دوسری جگہیں بنائیں۔ تو ہم پر فرشتے نازل ہوں گے۔ ہمیں روحانیت نصیب ہو گی۔ اس لئے وہ ان چیزوں پر اپنا روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ لیکن ہوتا کیا ہے وہ ہسپتال بناتے ہیں تو شیطان کا نزول ہونے لگتا ہے۔ وہ سکول بناتے ہیں تو بجائے اس کے کہ ان پر

فرشتوں کا نزول

ہو شیطان ان کے گھروں میں آ بستا ہے گویا ہر حرکت جو وہ روحانیت کے حصول کی خاطر کرتے ہیں۔ ان کی بے ایمانی کے بڑھانے کا موجب ہوتی ہے۔ اور ان کی بے چینی بڑھتی ہے اور پھر انہیں عید کہاں نصیب ہو۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کی درخواست پر یہ کہا تھا کہ اے اللہ ہم پر مائدہ نازل کیجئے۔ اس میں

قسم قسم کے کھانے

ہوں اور وہ کھانے آسمانی ہوں زمینی نہ ہوں پھر یہ کھانے ہم پر روزانہ اتریں۔ تا ہمارے اگلے اور پچھلے لوگوں کے لئے عید ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہیں تمہاری خواہش کے مطابق مائدہ دیتا ہوں۔ تا تمہاری عید ہو جائے۔ لیکن اس کے بعد بھی اگر کسی نے ناشکری کی تو میں اسے

شدید ترین عذاب

دوں گا۔ اگر وہ کہتے کہ اے اللہ ہم چاہتے ہیں کہ صبح و شام تیری رضا لے۔ تا ہمارے اگلے اور پچھلے لوگوں کے لئے عید ہو۔ یہ زیادہ درست ہوتا۔ انہوں نے خواہش تو کی روحانیت کی لیکن اس کے حصول کے لئے جو ذرائع طلب کئے وہ سب دنیاوی تھے۔ جیسے یورپ کے لوگ خواہش تو روحانیت کے حصول کی کرتے ہیں لیکن اس کے لئے جو ذرائع استعمال

کرتے ہیں وہ سب دنیوی ہوتے ہیں۔ روپیہ کمانے کیلئے اکثر دفعہ دوسروں کی دولت بھی چھیننی پڑتی ہے اور جو دوسروں کی دولت چھینے گا اس کا دل سخت ہوگا اور جس کا دل سخت ہوا سے روحانیت کہاں میسر آتی ہے۔ مثلاً ایک غریب آدمی کے پاس تھوڑا سا آٹا تھا اسنے آٹا گوندھا اور ایک پیڑا بنایا کہ چلو یہ روٹی میرا بیٹا کھالے گا اور میں خود بھوکا رہ کر گذارہ کرلوں گا لیکن ایک امیر شخص آیا اور اسنے وہ پیڑا چھین لیا۔ پھر وہ امیر آدمی کسی دوسرے غریب شخص کے پاس جاتا ہے اور اس کے پاس سے بھی آٹے کا پیڑا چھین لیتا ہے جس سے اسنے خود بھوکے رہ کر اپنے بیٹے کا پیٹ پالنا تھا۔ پھر وہ امیر آدمی کسی تیسرے غریب شخص کے پاس جاتا ہے اور اس سے بھی یہی سلوک کرتا ہے اور اس کے نتیجہ میں اس کے ہاں پر اٹھے پکتے ہیں وہ ان پراٹھوں میں سے ایک پراٹھا کسی غریب کو دیدیتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ میں اس طرح

غرباء کی مدد

کر رہا ہوں۔ وہ یہ خیال نہیں کرتا کہ اسنے پراٹھے کا آٹا کئی غریبوں سے چھینا ہے ان کو جب بھی اس ظلم کا احساس ہوگا اس پر مصیبت آجائے گی۔ پھر ظالم ظلم چھوڑ بھی نہیں سکتا۔ جب کسی قوم کا سٹینڈرڈ دوسری قوموں سے بوجہ ظلم اعلےٰ ہو گیا ہو تو وہ ظلم کو مٹا نہیں سکتی کیونکہ یہ ایک قومی سوال بن جاتا ہے۔ انفرادی سوال نہیں رہتا۔ یعنی اگر ایک فرد اسے چھوڑنا بھی چاہے تو وہ اسے چھوڑ نہیں سکتا جب تک کہ قوم کی اکثریت اسکے ساتھ نہ ہو۔ ایک چور

چوری کی عادت

چھوڑ سکتا ہے۔ ایک ظالم ظلم کو ترک کر سکتا ہے کیونکہ ایسا کرنے میں اسے کسی ہمسایہ یا دوست کی مدد کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن جو قوم دوسری قوم کو اقتصادی طور پر اپنا غلام بنالیتی ہے۔ وہ اگر دوسروں پر ظلم کرنا ترک بھی کرنا چاہے تو وہ ایسا نہیں کرسکتی کیونکہ عام طور پر کسی ملک کی اکثر آبادی کسی کام میں متفق نہیں ہوسکتی۔ اور جب کسی ملک کی اکثر آبادی اس بارہ میں متفق نہ ہو تو قومی عیب دور نہیں ہوسکتا پس عید انسان نہیں لاسکتا۔ عید صرف خدا تعالیٰ لا سکتا ہے لیکن اس کا طریق اور ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے کہ جب تم خدا تعالیٰ سے دعا کرو تو رونی صورت بنالیا کرو۔ کیونکہ قاعدہ ہے کہ اگر مظلومیت کا جھوٹا احساس بھی کیا جائے تو وہ حقیقی رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ ہم نے خود دیکھا ہے کہ ایک شخص جھوٹی شکایت لے کر آتا ہے اور ادھر اُدھر کی باتیں بناتا ہے تاہم اس کی بات مان لیں لیکن تھوڑی دیر کے بعد اس پر یہ حالت طاری ہوجاتی ہے کہ اگر ہم کہیں تم مظلوم نہیں تو اسے غصہ آتا ہے۔ عربی زبان میں

ایک لطیفہ

ہے کہ ایک غریب لڑکا تھا۔ امراء کے لڑکے اسے مارتے تو وہ ان سے بچنے کے لئے یہ کہہ دیتا فلاں شخص کے ہاں آج دعوت ہے۔ وہ لڑکے وہاں چلے جاتے اور اسکی جان بچ جاتی لیکن پھر آپ بھی بھاگ کر اس گھر کی طرف چلا جاتا اور خیال کرتا کہ میں نے مفت میں مار بھی کھائی ہے اور اگر فی الواقعہ وہاں دعوت ہوئی تو کھانے سے بھی میں محروم رہ جاؤں گا۔ جب لڑکے اس مکان پر جاتے اور دیکھتے کہ اس لڑکے نے ان سے جھوٹ بولا ہے۔ دعوت تو کوئی نہیں۔ تو وہ پھر اسے پکڑ لیتے اور خوب مارتے۔ اس پر وہ لڑکا اونچی آواز سے کہنا شروع کر دیتا میں نے دھوکہ کیا تھا اصل میں دعوت فلاں گھر میں ہے اس پر وہ لڑکے اس گھر کی طرف جاتے لیکن بعد میں پھر وہ لڑکا خود بھی اس گھر کی طرف دوڑتا اور خیال کرتا کہ میں نے مار بھی کھائی ہے اور پھر دعوت بھی دوسرے لڑکے کھا لیں یہ درست نہیں۔ تو انسان ایک بناوٹی بات بناتا ہے لیکن بعد میں وہ حقیقت بن جاتی ہے۔ پس

حقیقی عید لانے کا ایک طریق

یہ بھی ہے کہ ان بناوٹی عید بنانے کی کوشش کرے اس طرح خدا تعالیٰ اسے حقیقی عید بھی دے دیگا بشرطیکہ حقیقی عید لانے کے لئے وہ کوشش کرے ہمیں تو خدا تعالیٰ نے بناوٹی عید دی ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں اپنے ایک مامور کو بھیجا ہے اور بتایا ہے کہ اب مسلمانوں کے لئے عید کا زمانہ آیا ہے۔ اب شوکتِ اسلام کا زمانہ ہے لیکن افسوس کہ حقیقی عید لانے کے لئے ہم نے کوئی کوشش نہیں کی۔ اگر ہم جھوٹے طور پر بھی عید منائیں گے گو ہمارا نفس تو جھوٹ بولے گا لیکن دراصل وہ بات سچی ہوگی۔ جیسے قرآن کریم میں آتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس منافق آکر کہتے کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تُو اللہ کا رسول ہے اس پر خدا تعالیٰ نے کہا کہ یہ منافق جھوٹ بولتے ہیں لیکن اتنی بات ضرور سچ ہے کہ تُو اللہ تعالیٰ کا رسول ہے پس اگر ہم جھوٹی عید بھی منائیں گے تو وہ سچ بن جائیگی کیونکہ وہ

خدا تعالیٰ کی تائید

میں ہوگی۔ نئے کپڑے بدل لینا۔ عطر لگا لینا یا اچھے کھانے پکا لینا ایک ادنیٰ شکل ہے ہمیں اللہ تعالیٰ کی محبت اپنے دل میں پیدا کرنا چاہیئے۔ اسکی صفات کو یاد کرنا چاہیئے۔ اس کا ذکر کرنا چاہیئے۔ چاہے ہم اپنے دل سے ایسا نہ کر رہے ہوں صرف زبان سے ہی ذکرِ الٰہی کر رہے ہوں تا خدا تعالیٰ کو بھی غیرت آجائے اور وہ ہمارے جھوٹ کو سچ بنادے۔ مثلاً ایک امیر شخص اپنے غلام کو دس تھپڑ مار لے اور پھر اس سے کہے کہ تُو ہنس۔ تو وہ بظاہر آہا آہا کر دے گا تا اس کا مالک اس پر خوش ہوجائے لیکن اس کا دل رو رہا ہوگا۔ اسی طرح اگر ہم بناوٹی عید محض خدا کی خوشنودی کے لئے منائیں گے تو خدا تعالیٰ بھی کہے گا کہ اسنے یہ بناوٹ صرف میری خاطر کی ہے اس میں جس چیز کی طاقت تھی اسنے اس کا اظہار کر دیا لیکن ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ دل میرے قبضہ میں ہیں۔ ظاہری طور پر اسنے عید منائی ہے اندرونی طور پر میں اسے عید دیتا ہوں۔

پس جماعت کے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ ایسی باتیں کریں اور ایسا رنگ اختیار کریں جس سے معلوم ہو کہ واقعہ میں عید آگئی ہے۔ تمہیں خدا تعالیٰ نے

دنیا کی اصلاح کے لئے

مقرر کیا ہے تم کم از کم ظاہر ایسا بناؤ جو سچ کی تائید کے لئے ہو۔ ایسا ظاہر نہ بناؤ جو جھوٹ کی تائید میں ہو۔ میرے پاس شکایت آئی ہے کہ بعض لوگ باتوں باتوں میں کہہ دیتے ہیں کہ بعض احمدی معاملات میں اچھے نہیں وہ خراب ہوتے جارہے ہیں۔ ایسا کہہ کر وہ درحقیقت اپنے آپ کو مجرم بناتے ہیں کیونکہ جب خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ تمہارے لئے عید آئی ہے تو تم کس طرح کہہ سکتے ہو کہ عید نہیں آئی۔ خدا تعالیٰ کہتا ہے میں نے ان لوگوں کے ذریعہ باقی

دنیا کی اصلاح

کرنی ہے لیکن تم کہتے ہو ان میں فلاں نقص ہے۔ فلاں نقص ہے۔ اگر ظاہری طور پر تمہیں بعض نقائص نظر بھی آتے ہوں تو تم کہو کہ گو ہمیں نقائص نظر آتے ہیں مگر ہم جھوٹے ہیں خدا تعالیٰ سچا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک دفعہ ایک شخص آیا اور اسنے عرض کی یا رسول اللہ میرے بھائی کے پیٹ میں سخت تکلیف ہے۔ آپ نے فرمایا اسے شہد پلاؤ۔ چنانچہ اسنے اسے شہد پلایا لیکن تکلیف پہلے سے بھی بڑھ گئی۔ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پھر دوبارہ گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی ہدایت کے ماتحت میں نے اپنے بھائی کو شہد دیا تھا لیکن اس کی تکلیف بڑھ گئی ہے آپ نے فرمایا اسے اور شہد دو۔ اسنے کچھ اور شہد دیا لیکن تکلیف پہلے سے بھی زیادہ ہوگئی۔ وہ پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا شہد تو میں نے اور بھی دیا ہے لیکن میرے بھائی کی تکلیف اور بڑھ گئی ہے۔ آپ نے فرمایا اسے اور شہد دو۔ تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے خدا تعالیٰ سچا ہے۔ جب اسنے کہا کہ شہد میں شفا ہے تو میں کس طرح مانوں کہ شہد کے ساتھ تمہارے بھائی کو شفا نہیں ہوسکتی ممکن ہے کوئی کہہ دے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم طب نہیں جانتے تھے لیکن میں کہتا ہوں یہ بات درست نہیں۔ آپ

روحانی طبیب

تھے اس لئے جسمانی طب کے تمام اصول بھی سمجھتے تھے آپ نے طبی اصول کی بناء پر ہی مریض کو شہد پلانا تجویز فرمایا۔ اگر وہ تیسری بار شہد پلا دیتا تو وہ یقیناً تندرست ہو جاتا۔ ممکن ہے اسنے ایسا کیا ہی ہو ہم نے ایلوپیتھک اور

ہومیوپیتھک کا مطالعہ

کیا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ اسہال کا علاج بعض دفعہ ہلکے سے مسہل کے ذریعہ کیا جاتا ہے تم اگر کسی ڈاکٹر کے پاس جاؤ اور کہو مجھے دست آتے ہیں تو وہ اکثر دفعہ تمہیں کسٹر آئیل دے دے گا کسٹر آئیل پیچش کا علاج ہے۔ اگر دست آتے ہوں اور ساتھ خراش بھی ہو تو اس کا علاج کسٹر آئیل ہے ہم سمجھتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا تھا وہ درست تھا۔ اگر وہ کافی شہد پلا دیتا تو اس کا بھائی ضرور تندرست ہو جاتا لیکن اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مقام یہ بھی ہے کہ انسان کہے کہ مریض کا پیٹ جھوٹا ہے۔ آپ تو سمجھتے تھے کہ شہد پلانے سے مریض کو یقیناً صحت ہو جائیگی۔ لیکن اس شخص کو یہ مقام حاصل نہیں تھا اس کا مقام یہ تھا کہ وہ کہتا میرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے ورنہ جو علاج رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجویز فرمایا تھا وہی درست ہے اسی طرح جب خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں اپنے مامور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا اور فرمایا کہ عیسائیت اب شکست کھا جائے گی اور اکثر عیسائی اسلام کو قبول کرلیں گے اور دنیا میں رحم انصاف عدل اور دیانتداری پیدا ہو جائے گی تو چاہے بظاہر حالات تمہارا دل اسے مانے یا نہ مانے تم یہی کہو کہ جو کچھ خدا تعالیٰ نے کہا ہے وہی درست ہے۔ تمہارے نزدیک یہ جھوٹ ہی سہی لیکن تم جھوٹ کی شکل میں سچ بولو۔ کیونکہ

خدا تعالیٰ کا قول

بہر حال سچا ہے۔ اگر تمہارے پاس کوئی اور شخص آتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ بعض احمدی خراب ہوتے ہیں تو تم کہو مجھے بھی ایسا ہی نظر آتا ہے لیکن تم بھی جھوٹے ہو اور میں بھی جھوٹا ہوں۔ اگر خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ دنیا کی اصلاح انہی لوگوں کے ذریعہ ہوگی تو انہی لوگوں کے ہاتھوں سے اصلاح ہوگی۔ میں بھی تمہارے خیالات سے متفق ہوں لیکن ساتھ ہی نظر آرہا ہے کہ میں بھی جھوٹا ہوں اور تم بھی جھوٹے ہو۔ تمہارا تو فرض تھا کہ تم

خدا تعالیٰ کی خاطر عید

منانے لیکن تم نے تو ماتم کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور بدقسمتی کیا ہوگی کہ خدا تعالیٰ تو عید دے اور تم ماتم کرو۔

پس تم خدا تعالیٰ کے کلام کے مناسب حال زبانیں بناؤ تبھی کامیابی ہوگی تم اپنا مقصد اور مدعا مت بھولو۔ تمہارا مقصد یہ ہے کہ تم نے اسلام کے جھنڈے کو دنیا میں گاڑنا ہے۔ یہ مت خیال کرو کہ یہ لوگ غریب ہیں۔ فقیر ہیں۔ بے شک یہ لوگ ظاہر میں غریب اور فقیر نظر آتے ہیں لیکن

اسلام کا جھنڈا

انہوں نے ہی گاڑنا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے یہی کہا ہے اگر تمہارا دل نہیں مانتا تو بے شک نہ مانے۔ ہم کہیں گے تمہارا دل جھوٹا ہے خدا تعالیٰ سچا ہے۔ اسنے جو بات کہی ہے وہ بہر حال سچی ہے مجھے کوئی عزیز سے عزیز رشتہ دار بھی کہے کہ احمدیوں میں فلاں نقص ہے یا فلاں نقص ہے۔ تو میں اسے جھوٹا ہی کہوں گا۔ پس تم یہ طریق اختیار کرو کہ جماعت کے دوسرے دوستوں کے متعلق یہ کہو کہ وہ بڑے با اخلاق ہیں۔ بڑے بلند ہمت ہیں۔ بڑے دیندار اور خدا رسیدہ ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے

مگر خدا تعالیٰ کی تائید کرے گا اور لوگوں میں یہی کا جذبہ پیدا کر دے گا اور دعاؤں سے خدا تعالیٰ کا فضل نازل ہوگا اور نتیجہ یہ دل کو جو بھی نصیب ہوگا وہ دراصل کی بھی اصل نتیجہ ہوگی جن کے اندر کمزوری ہوگی۔

عید الفطر کے ضروری مسائل

(۱)

عید ایک انعام ہے جو رمضان المبارک کے اختتام پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے مومن بندوں کو عطا کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے پاک بندے اس ماہ نیکی و ریاضت کی توفیق پانے پر خوشی اور مسرت محسوس کرتے ہیں اور اسلامی روح کے مطابق اس کے اظہار کے لئے بھی اللہ تعالےٰ کے حضور سجدات شکر بجالاتے اور نفل ادا کرتے ہیں۔

چونکہ یہ دن اسلامی سال کے باقی دنوں سے ممتاز ہے اور اللہ تعالےٰ یہ پسند کرتا ہے کہ اس کی نعمتوں کا اثر اس کے بندے کے ظاہر پر بھی ہو اور اما بنعمۃ ربك فحدث کا بھی یہی منشا ہے۔ اس لئے اس دن حتی الامکان عام دنوں کی نسبت ظاہر کا بھی زیادہ اہتمام ضروری ہے۔ اور جس طرح دوسرے اجتماعات جمعہ وغیرہ کے لئے اسلام کا حکم ہے اس دن نہا دھو کر صاف ستھرے اور اجلے کپڑے پہننے چاہئیں اور خوشبو وغیرہ لگانی چاہیئے اس لئے نہ صرف ظاہر و باطن میں موافقت پیدا ہو کر مفید اور بہتر نتائج پیدا ہوتے ہیں، بلکہ اسلامی اجتماع کا ایک خاص اثر اور رعب بھی قائم ہوتا ہے۔

اگر کسی دوست کو یہ سامان میسر نہ ہو تو اسکے دوستوں اور ہمسایوں کو اس کا خیال رکھنا چاہیئے اور ایسا انتظام کرنا چاہیئے جس سے ایسا شخص اپنے ظاہر کی آراستگی کا سامان کر لے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک دفعہ عورتوں کو نماز عید کے لئے جانے کی تلقین فرمائی، تو ایک عورت نے عرض کیا کہ ہم میں سے کسی کے پاس اوڑھنی نہیں ہوتی۔ اسلئے اگر وہ نہ جا سکے تو کوئی حرج تو نہیں۔ تو حضور نے فرمایا:۔

تلبسها صاحبتها من جلبابها فلیشهدن الخیر۔

کہ اس کی کوئی سہیلی اس کے لئے اوڑھنی کا انتظام کر دے تاکہ وہ بھی نیکی کے کام میں شریک ہو سکے۔

(۲)

بعض لوگ غلط فہمی کی بنا پر عید کے دن بھی کم از کم عید کی نماز تک روزہ رکھتے ہیں اور کچھ نہیں کھاتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا طریق اسکے بالکل خلاف تھا۔ حضرت ابو سعید خدری رضؓ۔ اور حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے اس دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ یہ عید تو ہے ہی اسلئے کہ اس دن روزے ختم ہوتے ہیں۔ اسی طرح حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز سے قبل ضرور کچھ نہ کچھ تناول فرمایا کرتے تھے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور کھجوریں استعمال فرمایا کرتے تھے جو تعداد میں طاق ہوا کرتی تھیں۔

بے شک اس حدیث کا منشاء یہ نہیں کہ اس موقعہ پر صرف کھجوریں ہی کھائی جائیں اور وہ بھی طاق تعداد میں اور اس کے علاوہ کوئی اور چیز استعمال نہ کی جائے۔ لیکن اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع میں حضور کے اس عمل کی لفظاً لفظاً بھی پیروی کرے اور عام اشیاء کے علاوہ خاص طور پر کھجوریں ہی استعمال کرے تو یقیناً یہ چیز بھی عشق اور محبت کی ایک دلیل ہوگی۔

(۳)

جس طرح پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے اس قسم کے اجتماعات سے ایک فائدہ اسلامی سوسائٹی اور اسلامی معاشرہ کا ایک خاص اثر قائم کرنا بھی ہوتا ہے۔ اس لئے عید کی تمام تقریب اس طرز پر ادا ہونی چاہیئے جس سے اللہ تعالےٰ کے شکر اور اس کی رضا کے علاوہ یہ چیز بھی زیادہ سے زیادہ حاصل ہو سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا۔ کہ آپؐ کھلے میدان میں نماز پڑھا کرتے تھے اور وہاں تک پیدل جایا کرتے تھے۔ اور پھر جس راستہ سے تشریف لے جاتے تھے آتے وقت کوئی اور راستہ اختیار فرماتے۔

اسی طرح آپؐ کا اور آپؐ کے صحابہ رضؓ کا طریق تھا کہ عید کی نماز کو جاتے وقت راستہ میں بلند آواز سے یہ تکبیر پڑھتے جاتے۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

(۴)

عورتوں کو بھی ایسے اجتماعات میں ضرور لے کر جانا چاہیئے۔ اس طرح نہ صرف عورتوں کی تربیت مقصود ہے۔ بلکہ ایک غرض یہ بھی ہے کہ اسلامی سوسائٹی کے تمام افراد زیادہ سے زیادہ تعداد میں جمع ہو کر اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کریں۔ اور اس کے فضلوں کو زیادہ سے زیادہ جذب کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔

(۵)

عید اور اسی قسم کے اجتماعات میں دوسروں کے آرام کا بہت خیال رکھنا چاہیئے آتے جاتے وقت یا نماز کے وقت ہجوم میں کسی دوسرے کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے۔ اور اگر کوئی ضرورت نہ ہو تو ایسی اشیاء جن سے کسی وقت بھی کسی دوسرے شخص کو کسی قسم کی تکلیف یا نقصان کا احتمال ہو ساتھ نہیں لے جانی چاہئیں۔ حضرت امام بخاریؒ نے اپنی کتاب میں مایکرہ من حمل السلاح فی العید کا باب باندھ کر اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

(۶)

صدقۃ الفطر کے علاوہ بھی عید کے موقعہ پر صدقہ وخیرات کرنی چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلقین فرمائی ہے عید کے موقعہ پر ایک دفعہ آپؐ نے عورتوں میں خاص طور پر چندہ کی تحریک فرمائی تو عورتوں نے اپنے زیور اتار کر حضرت بلالؓ کی چادر بھر دی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اسی غرض کے لئے عید فنڈ قائم فرمایا تھا۔ جس میں جماعت کے ہر کمانے والے فرد کو کم از کم ایک روپیہ فی کس کے حساب سے ادا کرنے کا ارشاد ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے اب تک جماعت اسے ادا کرتی چلی آرہی ہے۔ یہ رقم صدقۃ الفطر کے علاوہ ہوتی ہے۔ اور مرکز میں بھجوائی جاتی ہے۔

(۷)

چونکہ یہ خوشی کا دن ہے۔ اس لئے زائد عبادت کے علاوہ اگر اس دن اپنے اپنے ملک اور علاقہ کے رواج کے مطابق جس کی شریعت اجازت دیتی ہو۔ خوشی کا کوئی اور طریق اختیار کر لیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ حضورؐ کے زمانہ میں عید کے موقعہ پر بعض حبشیوں نے گتکے وغیرہ کے کھیلوں کا مظاہرہ کیا تو حضورؐ نے بھی اسے ملاحظہ فرمایا۔ ہمارے ملک میں بھی کھیلوں وغیرہ کا رواج ہے۔

(۸)

عید الفطر کی نماز کا وقت سورج نکلنے سے کچھ دیر بعد سے لے کر زوال تک ہے اس نماز میں اذان اور اقامت نہیں ہوتی۔ خطبہ شروع میں پڑھنے کی بجائے آخر میں پڑھا جاتا ہے۔ چونکہ خطبہ بھی نماز کا ایک اہم حصہ ہوتا ہے اس لئے مقتدیوں کو خطبہ سنے بغیر نہیں جانا چاہیئے۔

اس نماز کی دو رکعتیں ہوتی ہیں۔ جن میں عام تکبیروں کے علاوہ بارہ تکبیریں زائد ہوتی ہیں۔ پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ۔ جو ثنا ر تعوذ کے بعد اور قرأت سے قبل کہی جاتی ہیں۔ ہر تکبیر پر ہاتھ کانوں یا کندھوں تک لا کر کھلے چھوڑ دینا چاہیئے۔ (گو باندھ لینا بھی جائز ہے) اور آخری تکبیر پر ہاتھ باندھ لینا چاہیئے۔

(۹)

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نماز عید کے لئے جاتے اور آتے وقت بلند آواز سے تکبیریں پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ

زینوا اعیادکم بالتکبیر

یعنی اے مومنو! اپنی عیدوں کو تکبیروں سے مزین کرو۔

تکبیر کے الفاظ یہ ہیں:۔

اللہ اکبر اللہ اکبر
لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر
اللہ اکبر وللہ الحمد۔

توحید کب مکمل ہوتی ہے؟

"قرآن شریف کی تعلیم کا اصل مقصد اور مدعا یہی ہے کہ خدا تعالیٰ جیسا وحدہٗ لاشریک ہے۔ ایسا ہی محبت کی رُو سے بھی اس کو وحدہٗ لاشریک یقین کیا جاوے اور کل انبیاء علیہم السّلام کی تعلیم کا اصل منشاء ہمیشہ یہی رہا ہے۔ چنانچہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جیسے ایک طرف توحید کی تعلیم دیتا ہے۔ ساتھ ہی توحید کی تکمیل محبت کی ہدایت بھی کرتا ہے۔ (ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد سوم ص۱۸۷)

سیٹھ محمد عبداللطیف صاحب آف یادگیر کی افسوسناک وفات

مورخہ ۴ دسمبر ۱۹۶۴ء بروز جمعہ تقریباً ۹ بجے صبح حیدرآباد سے فون پر یہ المناک اطلاع ملی کہ حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب احمدی رضی اللہ عنہ کے پوتے اور حضرت سیٹھ محمد عبدالحی صاحب رضی سابق امیر جماعت احمدیہ یادگیر کے بڑے فرزند مکرم سیٹھ محمد عبداللطیف صاحب احمدی اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے داعی اجل کو لبیک کہہ گئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

جونہی یہ اندوہناک خبر ملی سارے شہر میں رنج و غم کی ایک لہر دوڑ گئی ۔ چار ماہ قبل حضرت سیٹھ محمد عبدالحی صاحب رضی کی وفات کا بھاری صدمہ ابھی تازہ ہی تھا کہ آپ کے فرزند اکبر خلف رشید داغ مفارقت دے کر ہمیشہ کے لئے اپنے مولا سے جا ملے ۔

مکرم سیٹھ محمد عبداللطیف صاحب احمدی مرحوم بہت تھوڑی عمر پا کر عین جوانی میں ۲۷ سال گذار کر اس دار فانی سے کوچ کر گئے ۔ مگر مرحوم دینی جوش اور تبلیغی شوق و ذوق اور ہر ایک سے خلوص و محبت اور انکساری سے پیش آنا ۔ ملنسار طبیعت ۔ غرضیکہ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے ۔ اپنے والدین کے نہایت اطاعت گزار اور فرمانبردار تھے ۔ ہوش سنبھالنے کے بعد سے اپنے والد محترم کی آخری وقت تک خدمت کی ۔ حضرت سیٹھ صاحب رضی کی وفات کے بعد اپنی زندگی میں ایک عجیب و غریب تغیر پیدا کیا تھا جو دیکھنے والوں کے لئے رشک کا باعث تھا اور بے اختیار دلی دعاؤں کا سبب بن جاتا ۔ مرحوم کی طبیعت میں دینی امور کا احساس شدت سے کارفرما تھا ۔ ہر حال میں نمازوں کی پابندی کا خاص خیال رکھتے ۔ نمازیں سنوار سنوار کر ادا کرتے ۔ خدمت خلق کا خاص جذبہ موجود تھا ۔ بالخصوص جب کسی بیماری میں خدمت کا موقع مل جاتا تو بڑی جانفشانی کا نمونہ دکھاتے اور اس میں بڑی خوشی محسوس کرتے ۔

حضرت سیٹھ صاحب رضی کے بعد مرحوم کی نہایت متین و سنجیدہ اور بردبار طبیعت افراد خاندان کی توقعات کا مرکز بن گئی تھی ۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ خاندان حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب رضی کے افراد کو اس بھاری صدمہ کو مومنانہ بشاشت کے ساتھ صبر جمیل عطا فرمائے ۔ بالخصوص مرحوم کی والدہ محترمہ اور اہلیہ محترمہ پر اپنا خاص فضل و رحم فرما کر انہیں اپنی جناب سے صبر و ہمت عطا کرے ۔ مرحوم کی یادگار اُن کے ڈیڑھ سالہ معصوم لڑکے کا ہر حال میں حافظ و ناصر ہو ۔ آمین

بزرگان جماعت سے ہماری عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ اس صدمۂ جانکاہ پر حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب رضی کے افراد خاندان کو صبر و ہمت عطا کرے اور ہر حال میں اُن کا حافظ و ناصر ہونے کے لئے خصوصیت سے دعا فرمائیں ۔

(افراد جماعت احمدیہ ۔ یادگیر)

رسالہ گلزار احمدی کی ضرورت

رسالہ گلزار احمدی مصنفہ مولوی نور محمد صاحب سکنہ بستی مندرانی ضلع ڈیرہ غازی خاں بزبان ملتانی اگر کسی احمدی دوست کے پاس موجود ہو تو براہ نوازش عاریتاً مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال فرما دیں ۔
(احمد خاں احمدی خادم مسجد احمدیہ ۔ ڈیرہ غازی خاں ۔ بلاک نمبر ۳)

پتے کی تبدیلی

جماعت احمدیہ کوٹ احمدیاں کی ڈاک پہلے ڈگری ڈاکخانہ سے آتی تھی ۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ۔ کوٹ احمدیاں میں ڈاکخانہ قائم ہو گیا ہے ۔
اب دوست مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں ۔
(صدر جماعت احمدیہ کوٹ احمدیاں ۔ ڈاکخانہ خاص وایا ٹنڈو غلام علی ۔ ضلع حیدرآباد)

شکریہ

میرے خاوند صوفی مبارک احمد صاحب مرحوم کی وفات پر کثرت سے احباب جماعت کے تعزیتی خطوط و تار آئے ہیں ۔ جن کا جواب میں فرداً فرداً نہیں دے سکتی ۔
لہٰذا جملہ بہن بھائیوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں ۔ نیز درخواست دعا کرتی ہوں ۔
(بیگم صوفی مبارک احمد مرحوم ۱۶/۱۲ ٹینیشیا لائینز ۔ کراچی ۳)

درخواستہائے دعا

● خاکسار کے چند عزیز ایک قتل کے کیس میں ماخوذ ہیں احباب اُن کی باعزت بریت کے لئے دعا فرماویں ۔ (خاکسار چوہدری بشیر احمد رائے ونڈی ۔ دارالصدر ۔ ربوہ)

● محترم مرزا نذیر احمد صاحب آف منڈی بہاؤالدین ۲ دو تین ۳ ماہ سے بیمار ہیں ۔ نیز ان کے چھوٹے بھائی دوست محمد صاحب آف بنوں سائیکل کے ایک حادثہ میں زخمی ہو گئے ہیں ۔ ان دونوں کی صحت کاملہ کے لئے جملہ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے ۔
(مرزا ممتاز احمد دفتر امانت تحریک جدید ربوہ)

● مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ ڈائرکٹر ماڈرن موٹرز راولپنڈی دل پر شدید حملہ ہونے کے باعث ۲۵ ماہ کو ملٹری ہاسپیٹل راولپنڈی میں داخل ہو چکے ہیں ۔ اس سے قبل بھی قریباً ایک ماہ سے زائد عرصہ تک اس عارضہ میں بیمار رہے ہیں ۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے ۔
(خاکسار ہدایت اللہ خاں ۔ ماڈرن موٹرز راولپنڈی)

● اس بارش اور ژالہ باری کے بعد میرا احساس سردی اور اعصابی ضعف بہت بڑھ گیا ہے ۔ احباب کی خدمت میں درخواست دعا ہے ۔ (کیپٹن ڈاکٹر محمد رمضان ربوہ)

وصایا

نوٹ :- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز صدر انجمن احمدیہ قادیان کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جاری ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ پندرہ دن کے اندر اندر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ قادیان)

نمبر ۱۳۴۷۵:- میں امتہ الحفیظ عرف بلقیس بیگم زوجہ میر عطاء الرحمٰن صاحب قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن شموگہ ڈاک خانہ خاص ضلع شموگہ صوبہ میسور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰/۹/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری اس وقت کوئی جائداد غیر منقولہ نہیں ہے میری جائداد منقولہ حسب ذیل ہے میرا حق مہر ایک ہزار روپیہ ہے جو میرے شوہر کے ذمہ ہے (۲) میرے پاس اس وقت حسب ذیل زیور ہے۔ چوڑیاں طلائی چار عدد وزنی اندازاً چار تولے (۲) گلسر طلائی وزنی اندازاً چار تولہ۔ (۳) نکلس طلائی وزنی اندازاً دس تولہ۔ (۴) ایرنگ طلائی وزنی اندازاً دو تولہ (۵) نکلس طلائی دو تولہ کل زیور بائیس تولہ اس میں سے نگینے وغیرہ نکال کر ان کی موجودہ بازاری قیمت اندازاً اٹھارہ صد روپے ہے یعنی کل جائداد اٹھائیس صد روپیہ کی ہے پس اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ ۱/۱۰ حصہ جائداد اپنی زندگی میں ادا کر دوں گی۔ میری وفات کے وقت میرے ہمتروکہ میں سے ہر اس جائداد کے جس کا حصہ میں نے ادا نہ کیا ہوگا ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ الامتہ امتہ الحفیظ عرف بلقیس بیگم گواہ شد میر عطاء الرحمٰن ولد میر عبد الجلیل ساکن شموگہ شوہر موصیہ۔ گواہ شد سید مدار ولد میر کلیم اللہ آر ایم۔ موٹر سروس شموگہ۔ گواہ شد میر عبد الجلیل ولد میر اکمل ساکن شموگہ خسر موصیہ۔ لے جی موٹر ورکس شموگہ۔ ۱۰/۹/۶۴۔

نمبر ۱۳۴۷۶:- میں ایس آر عبد الخالق ولد ایس کے عبد الرزاق قوم احمدی پیشہ تجارت بکفالت والد صاحب عمر ۱۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن شموگہ۔ ڈاک خانہ خاص ضلع شموگہ صوبہ میسور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰/۹/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے میرے والد بفضلہ تعالیٰ ابھی تک زندہ ہیں۔ میری آمد اس وقت بصورت جیب خرچ دس روپے ماہوار ہے جو مجھے اپنے والد صاحب محترم کی طرف سے ملتا ہے پس اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور تازندگی جو بھی آمد ہو گی اس کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت میری آئندہ کی پیدا ہونے والی جائداد کے متعلق ہے میری وفات کے وقت میرا جو ترکہ ثابت ہوگا اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم العبد۔ ایس آر عبد الخالق۔ موصی۔ گواہ شد سید مدار ولد میر کلیم اللہ صاحب صدر جماعت احمدیہ شموگہ گواہ شد۔ چوہدری فیض احمد صاحب سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان زیارۃ شموگہ بقلم خود ۱۰/۹/۶۴

اعلان نکاح

میرے لڑکے عزیزم حفیظ احمد منصور اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر پی۔ ڈبلیو۔ آر کا نکاح عزیزہ سیدہ مبشرہ سلطانہ بنت سید عبد الغنی صاحب شریفی مرحوم فرید آباد ٹاؤن منٹگمری کے ہمراہ بعوض حق مہر مبلغ دو ہزار روپیہ مکرم و محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے ۲۸ دسمبر ۱۹۶۴ء کو جلسہ سالانہ میں پڑھا۔

درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہر دو خاندانوں کے لئے یہ رشتہ بابرکت کرے۔ آمین۔

(خاکسار شاہ محمد شاہد خوشنویس۔ دار الرحمت غربی۔ ربوہ)

انفرادی اور قومی ترقی کا راز قربانی اور مسلسل قربانی میں مضمر ہے

کوئی ترقی اور کوئی زندگی بغیر فنا کے حاصل نہیں ہو سکتی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قومی ترقی کے بنیادی اصول کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"تمام ترقی اس بات پر منحصر ہوتی ہے کہ کسی قوم کے افراد ہر قسم کی قربانیاں کریں۔ اور اسی طرح سینکڑوں سال تک اس قوم کی نسلیں متواتر قربانی کرتی چلی جائیں۔ تب جاکر کوئی قوم ترقی کی وارث ٹھہرتی ہے۔ درحقیقت کوئی ترقی اور کوئی زندگی بغیر فنا کے نہیں حاصل ہو سکتی۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے دیکھو روٹی پکانے والے کو ایک روٹی کے لئے تین دفعہ تنور میں جانا پڑتا ہے۔ ایک دفعہ لگانے کے لئے دوسری دفعہ اسے دیکھنے کے لئے اور تیسری دفعہ اتارنے کے لئے۔ گویا ایک روٹی کے لئے اسے تین دفعہ جہنم میں جانا ہوتا ہے یہی مثال تمام ترقیات میں چلتی ہے۔ کوئی ترقی بغیر قربانی کے نہیں۔ تمام قومی ترقیاں افراد کی قربانی پر منحصر ہوتی ہیں اور افراد بھی کبھی ترقی اور عزت نہیں حاصل کر سکتے جب تک تمام کی تمام قوم قربانی کر کے عزت اور ترقی نہ حاصل کرے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون۔ کیا لوگوں نے سمجھ رکھا ہے وہ صرف اتنے پر ہی چھوڑ دیئے جائیں گے کہ انھوں نے کہہ دیا۔ ہم ایمان لے آئے۔ نہیں جس طرح سونا بھٹی میں ڈال کر صاف کیا جاتا ہے اسی طرح ہم مومنوں کو بھٹی میں ڈال کر صاف کریں گے۔ کیونکہ جب تک ترقی چاہنے والی قوم ایسے مصائب میں نہ پڑے جو آگ کی بھٹی کا نمونہ ہوں۔ تب تک وہ قوم کبھی ترقی اور کامیابی کا مونہہ نہیں دیکھ سکتی اور جانتے ہو آگ میں پڑنے والے کا کیا باقی رہ جاتا ہے سوائے اس کے کہ وہ جل کر راکھ ہو جائے اور کیا رہ جاتا ہے اسی طرح کوئی قوم کبھی ترقی نہیں کر سکتی جب تک وہ ایسی ایسی قربانیاں نہ کرے کہ گویا وہ آگ میں پڑ کر بالکل راکھ ہو گئی ہے اور اس کا کچھ باقی نہیں رہا۔ جب کوئی قوم اس حالت کو پہنچ جاتی ہے تب وہ اٹھتی اور بلند ہوتی ہے اور دنیا میں زندہ قوم کہلاتی ہے

پس اس سوال کا کہ قومی ترقی کا کیا گر ہے یہی جواب ہے کہ قومی ترقی کا ایک ہی گر ہے اور وہ یہی ہے تم فنا ہو جاؤ۔ جو قوم بھی دنیا میں زندہ ہوئی ہے اسی طرح ہوئی ہے۔ کہ پہلے اس نے اپنے آپ کو فنا کر دیا قومیں تو الگ رہیں انفرادی ترقی بھی بغیر قربانی کے حاصل نہیں ہو سکتی دیکھو ایک باپ جو ڈیڑھ سو روپیہ تنخواہ پاتا ہے وہ اپنے چار پانچ بچوں کو تعلیم دلاتا ہے اور اپنی تمام کمائی بچوں کی تعلیم پر خرچ کر دیتا ہے وہ کنگال ہوتا ہوا معلوم دیتا ہے اور اس کی تمام کمائی بظاہر برباد ہوتی نظر آتی ہے لیکن کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ تباہ ہو رہا ہے نہیں بلکہ وہ ترقی کر رہا ہے کیونکہ پہلے اس گھرانہ میں اگر ایک شخص سو ڈیڑھ سو روپے کمانے والا تھا۔ تو اب اس گھرانہ میں چار پانچ آدمی کمانے والے ہو جائیں گے لیکن اگر وہ باپ پہلے اپنی جائداد اور اپنا روپیہ بچوں کی تعلیم میں فنا نہ کرتا تو اس کو یہ ترقی کیسے مل سکتی تھی یہ ترقی اس جائداد اور روپیہ کے قربان کرنے کے نتیجہ میں حاصل ہوئی ہے اسی طرح جو سلسلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے قائم ہوتے ہیں ان کے اخراجات بھی ایسے ہی کاموں پر ہوتے ہیں جن کے نتیجہ میں کامیابی حاصل ہوتی ہے مثلاً اشاعت کا ہی کام لے لو۔ بظاہر اس پر روپیہ خرچ کرنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ روپیہ تباہ ہو رہا ہے لیکن درحقیقت اس روپیہ سے اور کئی ہزار آدمی تیار ہو رہے ہوتے ہیں جس سے جماعت کی طاقت بڑھتی ہے

اسی طرح تعلیم و تربیت پر روپیہ خرچ ہوتا ہے اس کا فائدہ بھی ہم کو پہنچتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو تو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا عجیب بات ہے ہم نام تو یہ رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیا لیکن درحقیقت سب کچھ ہمارے ہی فائدہ کے لئے خرچ ہو رہا ہوتا ہے ایک پیسہ بھی تو ہمارا خدا تعالیٰ کو کچھ فائدہ نہیں دے سکتا بلکہ وہ ہماری ہی بہتری اور ترقی کے لئے خرچ ہوتا ہے اور اس کا فائدہ ہماری طرف ہی لوٹتا ہے۔ ہماری مثال تو اس شخص کی سی ہے جو کسی سے روپیہ لے اور اپنے بچوں پر خرچ کر ڈالے اور پھر نام دوسرے کا کر دے"

(الفضل ۳۰ اپریل ۱۹۲۶ء)

افریشیائی ممالک کے تحفظ کے لئے نیا عالمی ادارہ قائم کیا جائے گا

پیکنگ کی استقبالیہ دعوت میں چینی وزیر اعظم کا اعلان

پیکنگ ۲۶ جنوری۔ وزیر اعظم چین مسٹر چو این لائی نے یہ انتباہ کیا ہے کہ اگر اقوام متحدہ کی دوبارہ تنظیم نہ کی گئی۔ تو اس کے متبادل ایک اور عالمی ادارہ قائم کیا جائے گا جو ایشیا اور افریقہ کی اقوام کا تحفظ کر سکے۔ انھوں نے کہا کہ چین، کوریا اور ویٹ نام جو دنیا کی آبادی کا ایک چوتھائی ہیں، اقوام متحدہ میں شامل نہیں ہیں اور اب انڈونیشیا بھی اس سے الگ ہو گیا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ اقوام متحدہ ایشیائی ممالک کے مفادات کا تحفظ نہیں کر سکتی۔

مسٹر چو این لائی نے جو وزیر خارجہ انڈونیشیا مسٹر سوباندریو کے اعزاز میں دیئے گئے استقبالیہ ڈنر میں تقریر کر رہے تھے مزید کہا ہے کہ اقوام متحدہ کو سامراجیوں کے اثر و رسوخ سے پاک کیا جائے تاکہ چھوٹے ممالک کے حقوق کا تحفظ ہو سکے انھوں نے یہ بھی کہا کہ اگر انڈونیشیا پر جنگ ٹھونپی گئی تو چین خاموش نہیں رہے گا انھوں نے امریکہ اور برطانیہ کو انتباہ کیا کہ وہ انڈونیشیا کے خلاف اشتعال انگیزی سے باز رہیں۔

انھوں نے کہا کہ چینی عوام بورنیو کے لوگوں کے حق خود ارادیت اور جدوجہد آزادی میں ان کے ساتھ ہیں اور اس بات کی مکمل حمایت کرتے ہیں کہ انھیں انڈونیشیا میں شامل ہونے کا حق حاصل ہے۔

مسٹر چو این لائی نے کہا کہ برطانیہ اور امریکہ آگ سے کھیل رہے ہیں اور اس علاقہ میں آباد کروڑوں عوام کو اشتعال دلانے میں مصروف ہیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ وہ ہوش کے ناخن لیں اپنے فوجی اڈے ختم کر دیں۔ اپنا بوریا بستر باندھ لیں اور اس علاقہ سے رخصت ہو جائیں ورنہ وہ وقت قریب ہے جب انہیں ذلت و رسوائی کے ساتھ رخصت ہونا پڑے گا۔

بنک بند رہیں گے

لاہور ۲۶ جنوری۔ سٹیٹ بنک آف پاکستان اور دوسرے تمام کمرشل بنک ۲۹ جنوری اور ۳ اور ۴ فروری کو جمعۃ الوداع اور عید الفطر کی وجہ سے بند رہیں گے۔

روح پرور ملفوظات اور بلند پایہ مضامین

ماہنامہ "انصار اللہ" مجلس انصار اللہ کا دینی، علمی، اور تربیتی رسالہ ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روح پرور ملفوظات اور نامور اہل قلم حضرات کے بلند پایہ مضامین شائع ہوتے ہیں اس ماہنامہ کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"یہ رسالہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی قابلیت کے ساتھ لکھا جاتا اور ترتیب دیا جاتا ہے اور اس کے اکثر مضامین بہت دلچسپ اور دماغ میں جلا پیدا کرنے اور روح کو روشنی عطا کرنے میں بڑا اثر رکھتے ہیں پس انصار اللہ کو چاہیئے کہ اس رسالہ کو ہر جہت سے ترقی دینے کی کوشش کریں"

عمدہ سفید کاغذ۔ خوشنما کتابت۔ قیمت اصل لاگت سے کم صرف چھ روپے سالانہ۔ اس کی خریداری خود بھی قبول فرمائیں۔ اور دیگر احباب کو بھی تحریک فرما دیں!

(مینیجر ماہنامہ "انصار اللہ" ربوہ)

درخواست دعا

میرے چھوٹے بھائی صوبیدار میجر نور احمد صاحب چک لالہ کو گذشتہ چار ماہ کے اندر دو مرتبہ دل کا شدید حملہ ہوا ہے اسی عرصہ کے دوران ان کی اہلیہ بھی دل کے حملہ سے اچانک وفات پا گئی ہیں ان کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں تمام بزرگان سلسلہ درویشان قادیان معتکفین اور تمام دیگر احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میرے چھوٹے بھائی کے لئے دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ انھیں کامل صحت اور لمبی عمر عطا فرمادے آمین۔

(ڈاکٹر ملک بشیر احمد گولبازار۔ ربوہ)